قادیانیوں سے متعلق عدالتی فیصلے

محمد متین خالد صاحب

سلسلہ نمبر15

مرکز سراجیہ (ٹرسٹ)
5877456
www.endofprophethood.com
markazsirajia@hotmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کا قول ھے: ”حق کا پرستار کبھی ذلیل نھیں ھوتا، چاھے سارا زمانہ اس کے خلاف ھو جائے. باطل کا پیرو کار کبھی عزت نھیں پاتا، چاھے چاند اس کی پیشانی پر نکل آئے.“

منکرین ختم نبوت کا اصطبل، شہر ارتداد ”ربوہ“ جسے سدوم، عمورہ اور ادمہ کا جڑواں بھائی بھی کہا جاتا ہے، آج کل اپنے مکینوں کی بد اعمالیوں کی وجہ سے ”دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو“ کی زندہ تفسیر بنا ہوا ہے......سر فرانسس موڈی نے اپنے اس ”خود کاشتہ پودے“ کو ضلع جھنگ میں دریائے چناب کے کنارے پرانا آنہ فی مرلہ کے حساب سے 1033 ایکڑ، 7 کنال، 8 مرلے زمین 100 سالہ لیز پر عطا کی۔

قادیانی اس شہر کی ”کرامت“ یہ بیان کرتے ہیں کہ یہاں کبھی سیلاب نہیں آیا۔ اس ”مصرعہ طرح“ پر مجاہد ختم نبوت اور حاضر طبع آغا شورش کاشمیریؒ نے یہ گرہ لگائی تھی کہ لاہور کی ”ہیرا منڈی“ کی بھی یہی کرامت ہے، وہاں بھی کبھی سیلاب نہیں آیا۔ جن لوگوں نے گھر کے بھیدی جناب شفیق مرزا کی کتاب ”شہر سدوم“ پڑھی ہو وہ جانتے ہیں کہ انھوں نے لنکا ڈھا کر کس خوبصورتی سے ثابت کیا ہے کہ یہ دونوں علاقے اپنے مزاج گفتار اور کردار کے اعتبار سے آپس میں کتنی مماثلت رکھتے ہیں۔ ربوہ جہاں سے ”پاپ شاہی میں عدالتی فرعونیت کے ناسور“ جسٹس منیر ایسے عیاش طبع قادیانی نواز صاحبانِ اقتدار کی راتوں کو رنگین و لطیف بنانے کے لیے ”طبعہ“ کی ایمان شکن حسینائیں (قادیانی حوریں) مہیا کی جاتی رہیں، آج بھی اس ”پروڈکٹ“ کی ساخت پرداخت میں کوئی اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ ”سلسلہ قادیانیہ“ کے سلوک کی یہ ”منزل“ پوری آب و تاب کے ساتھ آج بھی جاری و ساری ہے۔

قادیانیت سیاہ راکھ کا بگولہ ہے، جس میں سینکڑوں خبیث روحیں چکرا رہی ہیں۔ ”کالی تہذیب و تمدن“ کے شہر ربوہ کے مرگھٹ کی ہر سمادھی پر لکھا ہوا ہے کہ یہ مردہ اور اس کی ہڈیاں یہاں امانتاً دفن ہیں حالات سازگار ہونے پر اکھنڈ بھارت کے قیام اور پاکستان کے انہدام کے بعد انھیں قادیان (بھارت) منتقل کیا جائے گا...... ربوہ...... جہاں قادیانی لیٹرینوں پر ”کلمہ طیبہ“ لکھا جاتا ہے...... (نعوذ باللہ) جہاں علی الاعلان آنجہانی مرزا قادیانی کو ”محمد رسول اللہ“ کہہ کر پیش کیا جاتا ہے...... جہاں تحریف شدہ قرآن مجید شائع کر کے پوری دنیا میں پھیلائے جاتے ہیں...... جہاں ”نانگہ عالم“ اور حکیم نور الدین کی داشتہ، نصرت جہاں بیگم کو ”ام المومنین“ کے روپ میں پیش کیا جاتا ہے۔ (نعوذ باللہ)......ربوہ...... جہاں کوئی غیر قادیانی (مسلمان) حتیٰ کہ صدر مملکت بھی مطلق العنان ”خلیفہ“ کی اجازت حاصل کیے بغیر داخل نہ ہو سکتا تھا...... جہاں ”ریاست اندر ریاست“ قائم تھی، جس کا اپنا ایک سیاسی نظام ہے، جن کے اپنے اسٹام پیپرز، بینک، دار القضاۃ (تھانہ)، کیلنڈر (مہینوں کے نام وغیرہ) ہیں۔ جہاں خلافت کے نام پر ایک آمرانہ نظام وضع کیا گیا ہے، جس کی چیرہ دستیوں سے حق کا

متلاشی کوئی قادیانی محفوظ نہ ہے...... ''مربیان'' کی اکثریت پیٹ کی مجبوریوں کی وجہ سے ذلت اور خواری پر مجبور ہے، جہاں مذہب کے نام پر تجارت ہوتی ہے...... جہاں جنت اور دوزخ کے نام پر لوگوں کو بے وقوف بنایا جاتا ہے۔ ''جہاں شاہی خاندان'' کے افراد، اخلاق باختگی، حرام گردی اور سیاہ کاری کو اپنا آبائی فریضہ اور ''موروثی حق'' گردانتے ہیں۔ ربوہ جسے قادیان کے کالے پوپوں نے ''ویٹیکن سٹی'' بنانے کی ناکام کوشش کی، جہاں سے ان کا اپنے مرکز حیفہ (اسرائیل) سے براہ راست رابطہ برقرار رہتا ہے، جہاں ریٹائرڈ قادیانی فوجی افسروں پر مشتمل ''فرقان فورس'' اور ''خدام الاحمدیہ'' ایسی تربیت یافتہ بدنام زمانہ دہشت گرد تنظیمیں پاکستان دشمن طاقتوں کے ایماء پر ملکی امن وامان غارت کرنے کے لیے ہر وقت تخریبی سازشوں کے جال بنتی رہتی ہیں...... جہاں خلیفہ سے معمولی اختلاف کرنے والے ''گستاخ'' کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے، جہاں 1967ء میں سقوطِ بیت المقدس، 1971ء میں سقوطِ ڈھاکہ، 1974ء میں شاہ فیصل کی شہادت، 1979ء میں ذوالفقار علی بھٹو کی سزائے موت، 1988ء میں جنرل ضیاء الحق اور پاک افواج کے دیگر اعلیٰ افسران کی اجتماعی شہادت، 1998ء میں بھارتی ایٹمی دھماکوں اور دسمبر 2001ء میں افغانستان پر امریکی قبضہ کی خوشی میں خدام الاحمدیہ کے بدمست نوجوانوں اور لجنہ کی مدہوش حوروں نے مخلوط اور محظوظ جشن منایا۔ جہاں 313 درویشوں کے روپ میں ''ذریۃ البغایا'' قادیان سے کھلے بندوں آتے جاتے ہیں۔ جہاں قادیانی جلسوں میں (نعوذ باللہ) ''احمدیت زندہ باد''...... ''محمدیت مردہ باد''...... ''مرزا قادیانی کی جے''...... کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔ جہاں پاک فضائیہ کے سابق سربراہ ایئر مارشل ظفر چودھری نے جہازوں کی ایک ٹولی کی قیادت کرتے ہوئے 1973ء میں اپنے ''خلیفہ'' مرزا ناصر کو سلامی دی تھی، اس موقع پر قادیانی خلیفہ نے اپنے پیروکاروں کو خوشخبری دی کہ ''پھل پک چکا ہے...... جلد ہی ہماری جھولی میں گرنے والا ہے''...... علیٰ ہذا القیاس ربوہ میں اس اسلام اور پاکستان کے خلاف اتنی سازشیں تیار ہوتی ہیں کہ ''سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لیے۔''

لیکن ''لکل فرعون موسیٰ'' کے مصداق جب بھی کوئی فرعون پیدا ہوتا ہے تو قدرت اس کی سرکوبی کے لیے موسیٰ کا اہتمام بھی کر دیتی ہے۔ جرأت و بہادری کی ایمان پرور داستانیں رقم کرنے والے، جذبۂ اسلام سے سرشار محافظانِ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بالخصوص سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد حیاتؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، مولانا داؤد غزنویؒ، مولانا ظفر علی خانؒ، مظفر علی شمسیؒ، مولانا عبدالستار خان نیازیؒ، سید ابوالحسنات شاہ قادریؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، سید محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، آغا شورش کاشمیریؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا اللہ وسایا مدظلہ اور تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے مجاہدین ختم نبوت کے پرعزم اور پرہمت کارواں نے اپنی پرخلوص اور مجاہدانہ کوششوں سے قادیانیت کے قلعے کی بنیادیں ہلا دیں۔ انھوں نے اپنے خونِ جگر کے روغن سے تحفظِ ختم نبوت کے چراغ جلائے اور لہو کے قطروں کے بیج بو کر عشق و محبت کے پھول اگائے۔

یہ دشمنانِ ایمان و آگہی اور رہزنانِ تمکین و ہوش اور بے دین و فرعون صفت قادیانی اور قادیانی نواز اہل اقتدار بکائن کو انگور، زہر کو امرت، ظلمت کو اجالا اور پیتل کو زرِ خالص تسلیم کروانے پر مصر تھے۔ وہ ٹانک وائن کی بدمستی میں ختم نبوت کا چراغ پھونکوں سے بجھانے کی ناپاک سازش کرتے اور مجاہدین ختم نبوت پر اژدھوں کی طرح پھنکارتے...... مگر نورِ ایمان کے حامل پاسبانِ ختم نبوت نے اربابِ ستم کی سنگینوں کے سائے میں ناقابلِ فراموش سرفروشی و جاں نثاری کے مناظر پیش کر کے کلمۂ حق بلند کیا اور برٹش امپیریلزم کے ایجنٹوں کو ان کے مکروہ عزائم سمیت ملیامیٹ کر دیا۔ سرفروشانِ ختم نبوت اپنے سروں کی فصل کٹوا کر یمامہ کے شاہسواروں کے ہم رکاب ہوئے اور اس طرح بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں کامیاب ہوئے۔

تحریکِ ختم نبوت 1953ء کی وجوہ کیا تھیں؟ حالات و واقعات کے مطابق قادیانی پورے ملک میں اپنے باطل مذہب کی کھلم کھلا تبلیغ کرتے، اسلام دشمن لٹریچر تقسیم کرتے، سرعام جلسوں میں دل آزار تقاریر کرتے، اسلام کی مقدس شخصیات کا مذاق اُڑاتے...... ربوہ سٹیٹ کے اندر سٹیٹ کی حیثیت رکھتا تھا۔ کوئی شخص خواہ کتنی ہی حیثیت کا مالک کیوں نہ ہوتا، قادیانی خلیفہ کی اجازت کے بغیر شہر کے اندر داخل نہ ہو سکتا تھا۔ حکومت کے مقابل ان کا اپنا قانون، اپنی عدالتیں اور اپنا نظام تھا۔ یہ سب کچھ کلیدی عہدوں پر فائز قادیانیوں کی سرپرستی میں ہوتا جنھیں وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں کی پشت پناہی حاصل تھی۔ تحریک کے دوران جس چیز نے جلتی پر تیل کا کام کیا، وہ نشتر پارک کراچی کے ایک جلسۂ عام میں سر ظفر اللہ خاں کی ایک انتہائی اشتعال انگیز تقریر تھی، جس میں انھوں نے اسلام کو "مردہ مذہب" اور قادیانیت کو "زندہ مذہب" قرار دیا۔ اس پر مسلمانوں میں فطری طور پر غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ خواجہ ناظم الدین نے کابینہ کے ایک اجلاس میں سر ظفر اللہ کو مذکورہ جلسہ میں شرکت سے منع کیا تو سر ظفر اللہ خاں نے دو ٹوک الفاظ میں کہا کہ "وہ سب سے پہلے احمدی ہیں، اس کے بعد کچھ اور۔" نوائے وقت کے بانی جناب حمید نظامی نے کہا تھا کہ "سر ظفر اللہ خاں کی وجہ سے بیرونِ ممالک پاکستانی سفارت خانے قادیانیت کی تبلیغ کے اڈے بن چکے ہیں۔" ان حالات میں مسلمانوں کے مطالبات کہ

1- قادیانیوں کو ان کے کفریہ عقائد کی بناء پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

2- ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

3- وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں کو برطرف کیا جائے۔

بالکل درست تھے۔ بجائے ان مطالبات پر ہمدردانہ غور کیا جاتا، اُلٹا مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا گیا...... ان کا قصور کیا تھا؟...... جناب جسٹس خلیل الرحمٰن خان اپنے ایک فیصلہ میں لکھتے ہیں۔

"عام لوگ یعنی امتِ مسلمہ قادیانیوں کی سرگرمیوں اور ان کے مذہب کی مزاحمت و مخالفت کرتی ہے تا کہ ان کے مذہب کا اصل دھارا پاک صاف اور غلاظت سے محفوظ رہے اور امت کی یکجہتی بھی برقرار رہے۔"

جناب جسٹس عبدالقدیر چوہدری نے کیا خوبصورت بات کہی ہے کہ:

"اس خطے کے مسلمانوں کے نزدیک سب سے قیمتی چیز ایمان ہے اور وہ کسی ایسی

حکومت کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں جو ان کے ایمان کا تحفظ نہ کر سکے اور انھیں دھوکہ دہی سے نہ بچا سکے۔"

آج آئین و قانون نے تحریکِ ختم نبوت کے مطالبات پر مُہر تصدیق ثبت کر دی ہے اور سپریم کورٹ کے فیصلوں نے تو گویا تحریک کی ترجمانی کر کے 1953ء کے جابر اور سفاک حکمرانوں کا منہ کالا کر دیا ہے...... کوئی جائے اور ان کی قبروں پر تھوک کر کہے کہ تم نے جس قادیانیت کو اسلام کے مقابلہ میں لانے کی کوشش کی تھی، آج وہ بذاتِ خود گالی بن چکی ہے۔ سپریم کورٹ نے اپنے تاریخ ساز فیصلے میں ہر قادیانی کو رسوائے زمانہ گستاخِ رسول "رشدی" سے تشبیہ دی ہے...... قادیانیوں کے لیے اس سے بڑی اور کیا ذلت ہو سکتی ہے۔

تحریکِ ختم نبوت 1953ء کے دوران ایک انتہائی خوفناک واقعہ رونما ہونے والا تھا کہ قدرت نے اپنی غیبی مدد سے مسلمانوں کو ناقابلِ تلافی نقصان سے بچالیا۔ میجر جنرل حیاء الدین، قادیانی مذہب سے تعلق رکھتا تھا، اس کے متعلق مشہور تھا کہ اس کی رگوں میں خون نہیں، شراب دوڑتی ہے۔ وہ ہر محفل میں اپنے کفریہ عقائد کا کھلم کھلا اعلان کرتے، قادیانیت کی تبلیغ کرتے، فوجی بیرکوں اور Officer`s Mess میں لٹریچر تقسیم کرتے، اسلام کے نام پر قادیانی تبلیغی جلسے منعقد کرواتے جہاں ربوہ سے قادیانی سربراہ کی خصوصی ہدایت پر مربی خطاب کرنے کے لیے آتے۔ سالانہ قادیانی جلسوں کے لیے سرکاری وسائل بے دریغ استعمال کرتے۔ ان ساری سرگرمیوں کی سرپرستی سر ظفر اللہ خان قادیانی کرتے، جو ان دنوں وزیر خارجہ کے عہدے پر فائز تھے۔ ان قادیانی حرکات پر اگر کوئی مسلمان افسر احتجاج کرتا تو اسے کورٹ مارشل کے نام پر خاموش کروا دیا جاتا اور سزا کے طور پر وہ عمر بھر اپنے موجودہ رینک سے آگے نہ بڑھتا جبکہ ہاں میں ہاں ملانے والے افسران پر ترقی کے دروازے وا ہو جاتے۔ یوں پیشہ ورانہ صلاحیتوں کی بجائے "قادیانیت" کی حمایت ترقی کا سبب بننے لگی۔

انہی دنوں پاک فوج میں قادیانیوں نے اس قدر غلبہ پالیا تھا کہ قادیانی گاڈ فادر مرزا بشیر الدین کو خود یہ اعلان کرنا پڑا کہ "فوج احمدیوں سے بھر چکی ہے، اب احمدیوں کو فوج کا رخ نہیں کرنا چاہیے بلکہ فوج کی طرح گورنمنٹ کے دوسرے اہم محکموں میں بھرتی ہوں تاکہ احمدیت کے "مقاصد" پورے ہوں۔" بدقسمتی سے ایک وقت ایسا بھی آیا کہ پاک فوج کے 17 جرنیلوں میں سے 14 جرنیل قادیانی تھے۔

سفاک مزاج میجر جنرل حیاء الدین کی ڈیوٹی ختم نبوت کے جلوسوں کو ہر ممکن طریقے سے روکنا تھا۔ اس نے پرامن جلوسوں پر بڑی بے دردی کے ساتھ فائرنگ کروائی اور ہزاروں مسلمانوں کو شہید کر کے جنرل ڈائر کی یاد تازہ کر دی۔ عینی شاہدوں کا کہنا ہے کہ فوجی ٹرک آتے، بے رحم فائرنگ کرتے، لاشیں اٹھاتے اور دریائے راوی کی لہروں کی نذر کر دیتے۔

حکم تازہ ہے اُن کو گل کر دو
جن چراغوں سے روشنی ہے بہت

13 مارچ 1953ء بروز جمعۃ المبارک مسلمانوں نے مسجد وزیر خاں لاہور میں ایک پُرامن احتجاجی جلسہ اور

جلوس کا اعلان کیا تو میجر جنرل حیاء الدین آپے سے باہر ہو گیا۔ اس نے صبح سویرے ہی مسجد وزیر خان کا گھیراؤ کر لیا اور قادیانی افسروں کے ہمراہ مسجد کو ہزاروں مسلمانوں سمیت توپ سے اڑانے کا حکم دیا جبکہ میجر جنرل سرفراز نے مسجد کو ڈائنامیٹ کے ذریعے اڑانے کا مشورہ دیا۔ اس اعلان سے صورتحال انتہائی سنگین ہو گئی۔ دریں اثناء حیاء الدین نے ایک اور شرمناک اور دل آزار حرکت کی کہ وہ جوتوں سمیت مسجد میں داخل ہو گیا اور میگافون پر مسلمانوں کو گندی گالیاں اور دھمکیاں دینے لگا۔ اس دوران شاید حکومت کو معلوم ہو گیا تھا کہ اگر مسجد کو اڑا دیا گیا تو صورتحال کبھی بھی قابو میں نہیں آئے گی جس پر اعلیٰ حکام نے حیاء الدین کی یہ مذموم خواہش اور جسارت ناکام بنا دی۔ یہ اور ایسے ہی کئی دیگر دلخراش واقعات حکومت کے ریکارڈ پر ہیں اور منیر انکوائری ٹریبونل میں واقعاتی اور دستاویزی شواہد کے ساتھ ریکارڈ کروائے گئے مگر درباری فیضی جسٹس منیر نے اپنی رپورٹ میں ان تمام اہم ترین واقعات کا ذکر جان بوجھ کر نہیں کیا اور وجہ یہ بیان کی گئی کہ ایسے واقعات ''مفادِ عامہ'' کے خلاف ہیں، انھیں شائع کرنے پر ملک و ملت کو ''ناقابلِ تلافی نقصان'' پہنچ سکتا ہے۔ ان حقائق کی روشنی میں ہم منیر انکوائری رپورٹ کو ایک نامکمل، جانبدارانہ اور حکومتی دباؤ پر مرتب کی جانے والی رپورٹ کہہ سکتے ہیں۔

ے میں نے لکھا نہیں ''سرکار'' نے لکھوایا ہے

منیر انکوائری رپورٹ کے سلسلہ میں ایک بات سیکولر، بے دین اور قادیانی نواز دانشوروں کی طرف سے ہمیشہ بڑے شد و مد سے کہی جاتی ہے کہ عدالت میں علماء کرام تو ''مسلمان'' کی تعریف پر متفق نہ تھے حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ آپ دنیا کے چند بڑے بڑے اہلِ علم اور دانشوروں کو سچائی کی تعریف (Definition) کرنے کا کہیں تو ان کی بیان کردہ تعریف مفہوم اور نتیجہ کے اعتبار سے متفقہ مگر لفظی طور پر معمولی سی ایک دوسرے سے مختلف ہو گی۔ کیا اس سے سچائی مشکوک ہو جائے گی، تو کیا ہم سچائی کو مطعون کرنا شروع کر دیں اور دانشوروں کا تمسخر اڑائیں۔ بعینہٖ اس رپورٹ میں ''مسلمان کی تعریف'' کے بارے میں ہوا۔

ختم نبوت کی مقدس تحریک میں جن بدنصیبوں نے ہزاروں مسلمانوں کے پاکیزہ خون سے ہاتھ رنگے، ان میں سکندر مرزا، غلام محمد ملک، انور علی آئی جی، جسٹس منیر سمیت کئی بدبخت شامل ہیں۔ مجاہد ختم نبوت جناب آغا شورش کاشمیری بیان کرتے ہیں کہ ''سردار عبدالرب نشتر راقم کے بہترین دوست تھے، ان سے اس مسئلہ پر گفتگو ہوئی تو فرمایا ''جن لوگوں نے شیدائیانِ ختم نبوت کو شہید کیا اور ان کے خون سے ہولی کھیلی ہے، میں اندر خانہ کے رازدار کی حیثیت سے جانتا ہوں کہ ان پر کیا بیت رہی ہے؟ اور وہ کن حادثات و سانحات کا شکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب کا اطمینان سلب کر لیا اور ان کی روحوں کو سرطان میں مبتلا کر دیا ہے۔'' اس کے علاوہ ان لوگوں کے ساتھ ایسی ایسی شرمناک وارداتیں ہوئیں کہ بیٹیوں والے ایک شریف انسان کے لیے اس کا تذکرہ ممکن نہیں۔'' میں سمجھتا ہوں کہ جو شخص حضور نبی کریم کے دشمنوں کے ہاتھوں میں کھیلتا ہے اور انھیں مسلمانوں پر فوقیت دیتا ہے، اس کا انجام ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ ان کا ہوا۔ یہ لوگ اقتدار کے ایوانوں میں خود کو قیصر و کسریٰ کے نمائندے سمجھتے تھے ان کا جلال اور دبدبہ کسی فرعون سے کم نہ تھا مگر جو ذلت و رسوائی انھیں ملی۔ اس کی مثال

پہلے کہیں نہیں ملتی۔ قادیانی نوازوں سے ایسا ہی سلوک ہونا چاہیے تھا اور وہ اسی کے مستحق تھے' قدرت کی لاٹھی بڑی بے آواز ہے اور آئندہ بھی اس واقعہ سے عبرت نہ پکڑنے والے انتظار کریں۔ قدرت ان سے اس سے بھی زیادہ بدترین اور بھیانک سلوک کرے گی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار.

لاہور کی فضاؤں میں شہدائے تحریک کے لہو کی خوشبو آج بھی محسوس ہوتی ہے۔ وہ خوش نصیب جنھیں اس تحریک میں قبائے شہادت نصیب ہوئی' ان کے لہو کی حرارت آج بھی جذبوں کو جلا دے رہی ہے...... ان کی موت' حیاتِ جاوداں ہے...... یہ لوگ فتح وظفر کے روشن باب ہیں...... ان کی قربانیوں کے نتیجہ میں قادیانی دجل و فریب اور مکر و تلبیس کی ایسی کمر ٹوٹی کہ وہ متفقہ طور پر 7 ستمبر 1974ء کو غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔ صدر محمد ضیاء الحق کے دور میں انھیں تمام شعائرِ اسلامی استعمال کرنے سے روک دیا گیا...... ملک کی اعلیٰ عدالتوں نے ضیاء الحق کے اس اقدام کی توثیق کرتے ہوئے اسے اسلام کی روح کے عین مطابق قرار دیا۔ پاکستان پر اقتدار کا خواب دیکھنے والا قادیانی پردھان منتری مرزا طاہر گرفتاری کے ڈر سے برقع پہن کر رات کی تاریکی میں اپنے ''ننھیال'' برطانیہ فرار ہو گیا۔ آج ربوہ میں خاک اُڑ رہی ہے...... ان کے کفریہ عقائد و افکار ''کھائے ہوئے بھوسے'' کی مانند ربوہ کی پر تعفن گلیوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ اس پر جذام کی سی کیفیت طاری ہے۔ آج کوئی قادیانی کھلے عام اپنے مذہب کی تبلیغ و تشہیر نہیں کر سکتا بلکہ کوئی ایسی مرئی و غیر مرئی حرکت نہیں کر سکتا، جس سے وہ مسلمان ظاہر ہو۔

ابلیسانہ تلبیس والتباس کے حامی قادیانیوں کے کفریہ عقائد اور ان کی اسلام کش سرگرمیوں کے بارے میں ایک صدی سے علمی اور عملی طور پر بہت کچھ کیا جا چکا ہے۔ بے شمار کتابیں اور رسائل...... کسی بھی جرح سے نہ ٹوٹنے والے دلائل و براہین...... لاکھوں مناظرے اور مباحثے...... ہر جگہ قادیانیوں کو شکستِ فاش ہوئی...... مگر کمال ڈھٹائی ہے کہ نہیں مانتے...... بے شرمی کی ایک حد ہوتی ہے مگر قادیانی اسے بھی پھلانگ گئے ہیں...... صرف ایک ہی رٹ لگائے جاتے ہیں کہ ''صرف قادیانی'' سچے ہیں اور دیگر تمام ''غیر قادیانی'' جھوٹے...... ان حالات میں ضرورت اس بات کی تھی کہ کوئی غیر جانبدار ادارہ ہو جہاں مسلمان اور قادیانی دونوں اپنا اپنا موقف بلا روک ٹوک، بلا کم و کاست اور بلا خوف و خطر پیش کریں ان پر ہر طرح کی بے رحم جرح ہو تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔

ستمبر 1974ء میں ملک کی منتخب قومی اسمبلی نے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر انسانی عقل سے ماوراء قادیانی عقائد کے حوالہ سے جرح کرتے ہوئے 13 روز کی طویل بحث کے بعد متفقہ طور پر انھیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ پارلیمنٹ کی یہ مستند دستاویز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے قومی اسمبلی کے ریکارڈ سے حاصل کر کے ''پارلیمنٹ میں قادیانی شکست'' کے نام سے حرف بہ حرف مرتب کر دی ہے، یہ تاریخی بحث پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے اور ہر ذی شعور مسلمان کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔

آئین کے آرٹیکل 260 کے مطابق قادیانی اور لاہوری گروپ غیر مسلم اقلیت ہیں۔ ریاست مخالف، قانون دشمن اور آئین شکن اس سرکش جماعت نے پارلیمنٹ کے اس متفقہ آئینی فیصلہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ کمال ڈھٹائی سے آج تک خود کو مسلمان اور مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔

صدر محمد ضیاء الحق نے اپنے دورِ حکومت میں قادیانیوں کو شعائرِ اسلامی استعمال کرنے سے باز رکھنے کے لیے 26 اپریل 1984ء کو ایک صدارتی آرڈیننس نمبر 20 جاری کیا جس کی رو سے کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہہ سکتا اور نہ ہی اپنے مذہب کو بطور اسلام پیش کر سکتا ہے اور نہ ہی اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکتا ہے۔ قادیانیوں نے اس آرڈیننس کو ''حقوقِ انسانی'' کے منافی سمجھا اور اس کے خلاف پوری دنیا میں شور مچایا۔ تمام اسلام دشمن طاقتیں بالخصوص بھارت اور مغربی میڈیا ان کی حمایت میں کھل کر سامنے آ گیا لیکن مسلمانانِ پاکستان کی بلند ہمتی اور اسلامی جذبوں سے سرشار ملی یکجہتی کی بدولت قادیانی پوری دنیا میں ذلیل و رسوا ہوئے۔ بالآخر قادیانیوں نے اس آرڈیننس کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا جہاں اُن کی رِٹ درخواست خارج کرتے ہوئے جج صاحبان نے متفقہ طور پر اس آرڈیننس کو درست قرار دیا اور قادیانیوں کے بارے میں اپنے تاریخی فیصلہ میں لکھا:

> ''قادیانی امتِ مسلمہ کا حصہ نہیں ہیں۔ اس بات کو خود ان کا اپنا طرزِ عمل خوب واضح کرتا ہے۔ ان کے نزدیک تمام مسلمان کافر ہیں۔ وہ ایک الگ امت ہیں۔ یہ متناقض ہے کہ انھوں نے امتِ مسلمہ کی جگہ لے لی ہے اور مسلمانوں کو اس امت سے خارج قرار دیا ہے۔ مسلمان انھیں امتِ مسلمہ سے خارج قرار دیتے ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس امت سے خارج سمجھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ دونوں ایک ہی امت میں سے نہیں ہو سکتے۔ یہ سوال کہ امتِ مسلمہ کے افراد کون ہیں؟ برطانوی ہندوستان میں کسی ادارے کے موجود نہ ہونے کی بنا پر حل نہ ہو سکا' لیکن اسلامی ریاست میں اس موضوع کو طے کرنے کے لیے ادارے موجود ہیں اور اس لیے اب کوئی مشکل درپیش نہیں ہے۔''
> **(PLD 1985 FSC8)**

لاہور ہائی کورٹ کے جناب جسٹس محمد رفیق تارڑ (سابق صدر پاکستان) نے قادیانیوں کے خلاف اپنے ایک فیصلے میں لکھا:

> ''مرزا قادیانی نے بذاتِ خود ''محمد رسول اللہ'' ہونے کا اعلان کیا اور ان تمام لوگوں کے خلاف بے حد غلیظ زبان استعمال کی' جنھوں نے اس کی جھوٹی نبوت کے دعویٰ کو مسترد کیا اور اس (مرزا قادیانی) نے خود اعلان کیا کہ وہ برطانوی سامراج کی پیداوار یعنی اس کا ''خود کاشتہ پودا'' ہے۔ لہٰذا جب وہ اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ خود ''محمد رسول اللہ'' ہے اور اس کے پیروکار اس کو ایسا ہی مانتے ہیں، تو اس صورت میں وہ رسول اکرم حضرت محمدﷺ کی شدید توہین اور تحقیر کے مرتکب ہوتے ہیں۔''

(پی ایل ڈی، 1987ء لاہور، 458)

سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بنچ نے قادیانیوں کے خلاف اپنے تاریخ ساز فیصلے میں لکھا:

''پس یہ بات واضح ہے کہ دستور نے اسلامی احکام کو، جیسا کہ وہ قرآن وسنت میں ہیں، منضبط حقیقی اور موثر قانون کے طور پر اپنا لیا ہے۔ معاملہ کی اس صورت میں اسلامی احکام ہی، جیسا کہ وہ قرآن وسنت میں درج ہیں، اب حقیقی قانون کا درجہ رکھتے ہیں۔ آرٹیکل 2-اے نے اللہ تعالیٰ کے اقتدار اعلیٰ کو موثر اور واجب التعمیل بنا دیا ہے۔ اسی آرٹیکل کی بدولت قرارداد مقاصد میں درج قانونی احکام اور قانون کے اصول موثر اور آئین کا مستقل حصہ بن گئے ہیں۔ اس لیے انسان کا بنایا ہوا ہر قانون احکام اسلام کے مطابق، جیسا کہ وہ قرآن وسنت میں مذکور ہیں، ہونا چاہیے اور آئین میں دیے گئے بنیادی حقوق بھی اسلامی نظریات وتعلیمات کے منافی نہیں ہونے چاہئیں۔'' ''امر واقعہ یہ ہے کہ احمدیوں نے باطنی طور پر اپنے بارے میں حقیقی مسلمان برادری ہونے کا اعلان کر رکھا ہے، انھوں نے خود کو اصل امتِ مسلمہ سے، اس بنا پر الگ کر لیا ہے اور مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں کہ مسلمان، مرزا قادیانی، بانی جماعتِ احمدیہ، کو پیغمبر اور مسیح موعود کیوں نہیں مانتے، یہ عقیدہ خود مرزا قادیانی کی ہدایات کے تحت اپنایا گیا ہے'' جو برملا کہتا تھا کہ:

''میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے، مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعوےٰ کی تصدیق کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد جن کے دلوں پر مُہر لگا دی گئی ہے، وہ مجھے نہیں مانتے۔''

(''آئینہ کمالاتِ اسلام'' صفحہ 548-547، مندرجہ ''روحانی خزائن'' صفحہ 548-547 جلد 5)

ایک ''نبی'' نے جو زبان استعمال کی ہے اور مخاطبوں پر اس کا جواثر ہوسکتا ہے، وہ قابل غور ہے۔ ایسی لغو اور بے ہودہ زبان کے استعمال کی اور بھی بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں، لیکن ہم صرف ایک اور مثال دینے پر اکتفا کرتے ہیں۔

''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔''

(''نجم الہدیٰ''، صفحہ 10، مندرجہ ''روحانی خزائن'' صفحہ 53، جلد 14، از مرزا قادیانی)

اسی طرح کی دیگر تحریریں ڈھیروں کی صورت میں موجود ہیں جو نہ صرف مرزا قادیانی کے اپنے قلم سے ہیں بلکہ اس کے نام نہاد خلفاء اور پیروکاروں نے بھی لکھی ہیں جو کسی شک وشبہ کے بغیر ثابت کرتی ہیں کہ وہ مذہبی لحاظ سے اور معاشرتی طور پر مسلمانوں سے ایک الگ اور مختلف برادری ہیں۔

سر محمد ظفر اللہ خاں قادیانی نے پاکستان کا وزیر خارجہ ہوتے ہوئے بابائے قوم قائد اعظم کی نماز جنازہ میں شامل ہونے اور انھیں آخری خراج عقیدت پیش کرنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا تھا کہ اسے غیر مسلم ریاست کا مسلمان وزیر خارجہ یا مسلم ریاست کا غیر مسلم وزیر خارجہ سمجھ لیا جائے۔ (روزنامہ "زمیندار" لاہور مورخہ 8 فروری 1950ء)

مرزا قادیانی نے اپنے ماننے والوں کو غیر احمدیوں کے ساتھ اپنی بچیوں کے نکاح کرنے اور ان کے ساتھ نماز پڑھنے سے منع کر دیا تھا۔ اس کے بقول مسلمانوں کی بڑی جماعت کو زیادہ سے زیادہ نصاریٰ کی طرح سمجھا جا سکتا ہے۔

کلمہ ایک اقرار نامہ ہے جسے پڑھ کر غیر مسلم اسلام کے دائرہ میں داخل ہوتا ہے، یہ عربی زبان میں ہے اور مسلمانوں کے لیے خاص ہے جو اسے نہ صرف اپنے عقیدہ کے اظہار کے لیے پڑھتے ہیں بلکہ روحانی ترقی کے لیے بھی اکثر اس کا ورد کرتے ہیں۔ کلمہ طیبہ کے معنی ہیں "خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں" اس کے برعکس قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی (نعوذ باللہ) حضرت محمدؐ کا بروز ہے۔ مرزا قادیانی نے کتاب "ایک غلطی کا ازالہ" (اشاعت سوم، ربوہ صفحہ 4) میں لکھا ہے: سورۃ الفتح کی آیت نمبر 29 کے نزول میں محمدؐ کو اللہ کا رسول کہا گیا ہے..... اللہ نے اس کا نام محمدؐ رکھا" (مندرجہ "روحانی خزائن" صفحہ 207، جلد 18)

روزنامہ "بدر" (قادیان) کی اشاعت 25 اکتوبر 1906ء میں قاضی ظہور الدین اکمل سابق ایڈیٹر "Review of Religions" کی ایک نظم شائع ہوئی تھی، جس کے ایک بند کا مفہوم اس طرح ہے "محمدؐ پہلے سے زیادہ شان کے ساتھ ہم میں دوبارہ آ گئے ہیں، جو کوئی محمدؐ کو ان کی مکمل شان کے ساتھ دیکھنے کا متمنی ہوا سے چاہیے کہ وہ قادیان جائے۔"

"محمدؐ پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمدؐ دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں"

یہ نظم مرزا قادیانی کو سنائی گئی تو اس نے اس پر مسرت کا اظہار کیا۔

(روزنامہ "الفضل" قادیان 22 اگست 1944ء)

"اوپر جو کچھ کہا گیا اس کی روشنی میں مسلمانوں میں اس بات پر عمومی اتفاق رائے پایا جاتا ہے کہ جب کوئی احمدی کلمہ طیبہ پڑھتا ہے یا اس کا اظہار کرتا ہے تو اس بات کا

اعلان کرتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایسا نبی ہے' جس کی اطاعت واجب ہے اور جو ایسا نہیں کرتا' وہ بے دین ہے' بصورت دیگر وہ خود کو مسلمان کے طور پر پیش کر کے لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ آخری بات یہ ہے کہ یا تو وہ مسلمانوں کی تضحیک کرتے ہیں یا اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ کی تعلیمات' صورت حال کی راہنمائی نہیں کرتیں۔ اس لیے جیسی بھی صورت حال ہو' ارتکاب جرم کو ایک نہ ایک طریقہ سے ثابت کیا جاسکتا ہے۔"

❑ مرزا قادیانی نے نہ صرف یہ کہ اپنی تحریروں میں رسول اکرمؐ کی عظمت و شان کو گھٹانے کی کوشش کی بلکہ بعض مواقع پر ان کا مذاق بھی اڑایا۔

(حاشیہ "تحفہ گولڑویہ" صفحہ 165 مندرجہ "روحانی خزائن" صفحہ 263، جلد 17) میں مرزا قادیانی نے لکھا کہ:

❑ "پیغمبر اسلام اشاعت دین کو مکمل نہیں کر سکے، میں نے اس کی تکمیل کی ہے۔"

ایک اور کتاب میں کہتا ہے:

❑ "رسول اکرمؐ بعض نازل شدہ پیغامات کو نہیں سمجھ سکے اور ان سے بہت سی غلطیاں سرزد ہوئیں۔" (دیکھئے "ازالہ اوہام" لاہور طبع، صفحہ 346، مندرجہ "روحانی خزائن" صفحہ 472-473، جلد 3)

اس نے مزید دعویٰ کیا:

❑ "رسول اکرمؐ تین ہزار معجزے رکھتے تھے۔"

("تحفہ گولڑویہ" صفحہ 67، مندرجہ "روحانی خزائن" صفحہ 153' جلد 17)

❑ "جب کہ میرے پاس دس لاکھ نشانیاں ہیں"

("براہین احمدیہ" جلد 5' صفحہ 56' "روحانی خزائن" صفحہ 72، جلد 21)

❑ "نشان، معجزہ، کرامت ایک چیز ہے۔"

("براہین احمدیہ" جلد 5، صفحہ 50، مندرجہ "روحانی خزائن" صفحہ 63، جلد 21)

مزید یہ کہ:

❑ "رسول اکرمؐ نصاریٰ کا تیار کردہ پنیر کھاتے تھے جس میں وہ سور کی چربی ملاتے تھے۔" ("الفضل" قادیان، 22 فروری 1924ء)

❑ مرزا بشیر احمد نے اپنی تصنیف "کلمۃ الفصل" (صفحہ 113) میں لکھا:

"مسیح موعود کو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے' پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں

ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔"
اس طرح اور بہت سی تحریریں موجود ہیں لیکن ہم اس ریکارڈ کو مزید گراں بار نہیں کرنا چاہتے۔

- ''ہر مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہے کہ وہ ہر نبی کو مانتا اور اس کا احترام کرتا ہے۔ اس لیے اگر نبی کی شان کے خلاف کچھ کہا جائے تو اس سے مسلمان کے جذبات کو ٹھیس پہنچے گی، جس سے وہ قانون شکنی پر آمادہ ہو سکتا ہے۔ اس کا انحصار جذبات پر ہونے والے حملے کی سنگینی پر ہے۔ ہائی کورٹ کے فاضل جج نے مرزائیوں کی کتابوں سے بہت سے حوالے نقل کر کے ثابت کیا ہے کہ مرزا قادیانی نے دوسرے انبیائے کرام خصوصاً حضرت عیسیٰؑ کی بھی بڑی توہین کی اور ان کی شان گھٹائی۔ (حضرت عیسیٰؑ کی جگہ وہ خود لینا چاہتا تھا۔ ہم اس سارے مواد کو نقل کرنا ضروری نہیں سمجھتے، صرف دو مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی ایک جگہ رقم طراز ہے:
- ''جو معجزات دوسرے نبیوں کو انفرادی طور پر دیے گئے تھے، وہ سب رسول اکرمؐ کو عطا کیے گئے، پھر وہ سارے معجزے مجھے بخشے گئے کیونکہ میں ان کا بروز ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میرے نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، یونس، سلیمان اور عیسیٰ مسیح ہیں۔" ("ملفوظات" جلد سوم، صفحہ 270، شائع شدہ ربوہ)

حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں لکھتا ہے:

- ''حضرت مسیح کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین نانیاں اور دادیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔" ("ضمیمہ انجام آتھم" حاشیہ 7۔۔۔۔۔مندرجہ "روحانی خزائن" صفحہ 291، جلد 11)
- ''اس کے برعکس اس کی پاک کتاب قرآن حکیم حضرت عیسیٰؑ، ان کی والدہ اور خاندان کی بڑائی بیان کرتی ہے۔ دیکھئے سورۂ آل عمران (3) کی آیات 33 تا 37،45 تا 47 سورۂ مریم (19) کی آیت 16 تا 32۔ کیا کوئی مسلمان قرآن کے خلاف کچھ کہنے کی جسارت کر سکتا ہے اور جو ایسی حماقت کرے، کیا وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ ایسی صورت میں مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار کیسے مسلمان ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مرزا قادیانی پر اس کی مذکورہ بالا تحریروں کی بنا پر توہین مذہب ایکٹ مجریہ 1679ء کے تحت عیسائیت کی توہین کے جرم میں کسی انگریزی عدالت میں ملزم قرار دے کر سزا دی جا سکتی تھی، مگر ایسا نہیں کیا گیا۔"

- ”ہر مسلمان کے لیے جس کا ایمان پختہ ہو، لازم ہے کہ رسول اکرمؐ کے ساتھ اپنے بچوں، خاندان، والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔“

(”صحیح بخاری“ ”کتاب الایمان“ ”باب حب الرسول من الایمان“)

کیا ایسی صورت میں کوئی، کسی مسلمان کو مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا توہین آمیز مواد جیسا کہ مرزا قادیانی نے تخلیق کیا ہے سننے، پڑھنے یا دیکھنے کے بعد آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟

- ”ہمیں اس پس منظر میں احمدیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر احمدیوں کے اعلانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہیے اور اس ردعمل کے بارے میں سوچنا چاہیے، جس کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے ہو سکتا تھا۔ اس لیے اگر کسی احمدی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً شعائر اسلام کا اعلانیہ اظہار کرنے یا انھیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور ”رشدی“ تخلیق کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان، مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ مزید برآں اگر گلیوں یا جائے عام پر جلوس نکالنے یا جلسہ کرنے کی اجازت دی جائے تو یہ خانہ جنگی کی اجازت دینے کے برابر ہے۔ یہ محض قیاس آرائی نہیں، حقیقتاً ماضی میں بارہا ایسا ہو چکا ہے اور بھاری جانی و مالی نقصان کے بعد اس پر قابو پایا گیا (تفصیلات کے لیے منیر رپورٹ دیکھی جا سکتی ہے) ردعمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی احمدی یا قادیانی سرعام کسی پلے کارڈ، بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے یا دیوار یا نمائشی دروازوں یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا انھیں پڑھتا ہے تو یہ اعلانیہ رسول اکرمؐ کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیاء کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا قادیانی کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز امن عامہ کو خراب کرنے کا موجب بن سکتی ہے، جس کے نتیجہ میں جان و مال کا نقصان ہو سکتا ہے۔ ایسی صورت حال میں احتیاطی تدابیر بروئے کار لانا لازمی ہے تا کہ امن و امان برقرار رکھا جا سکے۔ اس صورت حال میں مقامی انتظامیہ نے جو فیصلے کیے، یہ عدالت انھیں کالعدم نہیں کر سکتی۔ وہ اس معاملے میں بہترین جج ہیں تاوقتیکہ قانون یا حقیقت کے ذریعے اس کے برعکس ثابت نہ کیا جائے۔“

☆ جناب جسٹس عبدالقدیر چودھری ☆ جناب جسٹس ولی محمد خاں

☆ جناب جسٹس محمد افضل لون ☆ جناب جسٹس سلیم اختر

(1993 S.C.M.R 1718)

قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلوں کے مندرجہ بالا اقتباسات سے ایک بات صاف عیاں ہے کہ ان کے نزدیک امتناعِ قادیانیت آرڈیننس نہ صرف آئین کے مطابق ہے بلکہ یہ ملک میں امن وامان کے تحفظ کی ضمانت بھی فراہم کرتا ہے۔ اعلیٰ عدالتوں کے اتنے سارے فیصلوں کی موجودگی میں کسی ذی شعور کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ حکومت سے اس آرڈیننس کے خاتمہ کا مطالبہ کرے۔ ایسا مطالبہ کرنے کا مطلب قادیانیوں کو شعائرِ اسلامی کی بے حرمتی کی کھلی چھٹی دینا اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کھیلنا ہے جو ملک عزیز میں امن وامان کا مسئلہ پیدا کرنے کے مترادف ہے۔ جو شخص اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کو ماننے سے انکاری ہو اور بلاوجہ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر اکڑا رہے تو پھر اس کا وہی علاج ہے جس کا وہ مستحق ہے۔ ایسے شخص کو کم از کم الفاظ میں احمق کہا جاسکتا ہے۔ قادیانی اور ان کے حواریوں کو کان کھول کر سن لینا چاہیے بلکہ دل و دماغ میں بٹھا لینا چاہیے کہ یہ خاتم النبیین حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کا ملک ہے، یہ بے دین، سیکولر اور قانون شکنوں کی جاگیر نہیں۔ ہم آپ سے صاف صاف کہہ دیتے ہیں کہ آپ غلط جگہ پر آ گئے ہیں۔ مناسب رہے گا کہ آپ واپس اپنے آقاؤں کی گود میں چلے جائیں۔ یہاں آپ کے مقاصد پورے ہوں گے اور نہ عزائم۔ یہاں تو آپ کے لیے بے سکونی ہی بے سکونی ہے۔ یہاں سکندر مرزا، غلام محمد ملک، انور علی اور جنرل اعظم ایسے کئی ہلاکو خاں اپنی پوری فرعونیت اور نمرودیت کے ساتھ آئے جنھوں نے قادیانیوں کو امت مسلمہ کا حصہ بنانے کے لیے پوری سعی کی مگر انھیں منہ کی کھانی پڑی، ذلت و رسوائی کے عمیق اندھیرے گڑھے میں جا گرے اور لعنت ان کا مقدر بن گئی۔

یہ بات معمولی پڑھا لکھا شخص بھی جانتا ہے کہ کسی بھی ملک کی پارلیمنٹ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی شخص یا جماعت کے بارے میں ملک کے مفاد کے پیش نظر کوئی بھی فیصلہ کر سکتی ہے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ بھی 1974ء کی منتخب پارلیمنٹ نے کیا تھا اور پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس میں قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد کو اپنا موقف پیش کرنے کا پورا پورا موقع دیا گیا اور اس خصوصی اجلاس میں مرزا ناصر احمد نے اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار کی جرح کے دوران تسلیم کیا کہ ملک کی پارلیمنٹ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی شخص یا جماعت کو غیر مسلم اقلیت قرار دے سکتی ہے۔ یحییٰ بختیار کی جرح کے دوران مرزا ناصر احمد نے اپنے ان تمام مذہبی عقائد کو تسلیم کیا جس پر پوری امت مسلمہ کو قادیانیوں سے نہ صرف شدید اختلاف ہے بلکہ وہ اسے، اپنے مذہب میں مداخلت بھی سمجھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کی ان عقائد پر ہٹ دھرمی کی وجہ سے ملک عزیز میں کئی بار لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال بھی پیدا ہوئی۔ قادیانیوں کے انھی کفریہ عقائد کی بنا پر ملک کی پارلیمنٹ نے 7 ستمبر 1974ء کو انھیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور یوں ایک 90 سالہ مسئلہ کا آئینی حل وقوع پذیر ہوا اور اب یہ کہنا کہ کسی بھی شخص یا جماعت کو غیر مسلم قرار نہیں دیا جاسکتا، جاہلیت اور حقائق سے

چشم پوشی کے مترادف ہے۔ آخر تمام دنیا ایمان کی دولت سے آراستہ تو نہیں ہے۔ کسی نہ کسی کو تو غیر مسلم کہنا پڑے گا۔ عیسائی، یہودی، پارسی، سکھ، ہندو آخر غیر مسلم ہی تو ہیں۔ یہ سب لوگ اپنے عقائد کی بنا پر مسلمانوں سے الگ امت ہیں اگر مذکورہ بالا بات تسلیم کر لی جائے تو دنیا میں کوئی بھی غیر مسلم نہ ہو۔

ہمارا ایک طبقہ ایسا ہے جو اسلام سے بغاوت کی علامت، خوف خدا سے عاری، روزِ محشر اللہ اور اس کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جوابدہی سے یکسر بے نیاز ہے۔ قادیانی نواز بیوروکریسی اور پولیس انتظامیہ پر مشتمل یہ طبقہ قادیانیوں کی شر انگیزیوں اور اشتعال انگیزیوں پر پردہ ڈالتا رہا ہے۔ ہم پورے وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ اس طبقہ نے ہمیشہ قادیانیوں کی حوصلہ افزائی اور مسلمانوں کی حوصلہ شکنی کی۔ بہت کم افسران ایسے ہیں جو تعزیرات پاکستان میں موجود قادیانیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں پر پابندی کی دفعہ 298C اور اس کی عدالتی تاریخ سے واقف ہوں۔ یہ ظلم نہیں تو اور کیا ہیں پورے پاکستان میں شاید ہی کوئی افسر ہو، جس نے قادیانیوں کی طرف سے توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتماعی اور مسلسل ارتکاب پر سپریم کورٹ کے اس تاریخی فیصلہ (ظہیر الدین بنام سرکار 1993 SCMR 1718) کے مطالعہ کی زحمت گوارا کی ہو جو پاکستان میں امن وامان قائم کرنے میں ایک سنگ میل ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ فیصلہ اس وقت قانون کی بھاری کتابوں میں تو موجود ہے مگر انتظامیہ کی سرکشی اور مغرب زدگی کی وجہ سے آج تک اس کے ایک جزو پر عمل درآمد نہیں ہوا...... اس سے بڑھ کر قانون کے ساتھ اور کیا شرمناک مذاق ہو سکتا ہے؟ ...... کہ ملک کی منتخب پارلیمنٹ کی طرف سے بھاری اکثریت کے ساتھ منظور کردہ قانون بھی ہوں...... اور اس کے صحیح ہونے پر اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے بھی موجود ہوں...... اور پھر عملدرآمد نہ ہو۔

اعلیٰ عدالتوں کے یہ تاریخی فیصلے قادیانیوں کی اسلام اور پاکستان کے خلاف گھناؤنی سازشوں، تخریب کاروائیوں اور دہشت گردانہ عزائم کا مکمل احاطہ کرتے ہیں۔ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلوں کو پڑھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ یہ جماعت جو بظاہر بڑی پر امن اور معصوم نظر آتی ہے، ملک وملت کے لئے کتنی خطرناک اور ضرر رساں ہے اور اس کے عزائم کتنے بھیانک ہیں۔

حضرت امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

"حق کا پرستار کبھی ذلیل نہیں ہوتا، چاہے سارا زمانہ اس کے خلاف ہو جائے۔ باطل کا پیروکار کبھی عزت نہیں پاتا، چاہے چاند اس کی پیشانی پر نکل آئے۔"

طالبِ شفاعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم: محمد متین خالد

فتنہ قادیانیت کے خلاف پاکستان کی اعلیٰ عدالتوں کے تمام فیصلے تفصیلات سے پڑھنے کیلئے محمد متین خالد صاحب کی کتاب "عدالتی فیصلے" کا مطالعہ فرمائیں۔

اپیل

الحمدللہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور شیخ المشائخ **حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب** دامت برکاتہم کی دعاؤں اور سرپرستی میں مرکز سراجیہ لاہور میں مسلمانوں کو دین متین کی ظاہری حفاظت کے ساتھ باطنی رہبری، تزکیہ نفس اور تصوف کی اصل روح سے روشناس کرایا جارہا ہے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت کا کام بھی جاری ہے۔

جدید دینی تعلیم عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق بچوں، بڑوں اور خواتین کو فراہم کرنے کیلئے پہلے قدم کے طور پر مدرسہ رحمۃ للعالمین کا قیام ہے جو مرکز سراجیہ میں قائم کیا جاچکا ہے اور اس کے علاوہ قادیانیت کے ناپاک عزائم سے مسلمانوں کو آگاہ رکھنے کیلئے جدید لائبریری کا قیام عمل میں لایا جاچکا ہے جہاں سے ہر قسم کا دینی لٹریچر عوام الناس میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

فی الحال! مرکز سراجیہ کرایہ کی جگہ پر یہ سب کام سرانجام دے رہا ہے۔ جلد از جلد مرکز کیلئے مستقل وسیع جگہ درکار ہے۔ جس میں بڑی جامع مسجد، جدید دینی درسگاہ، جدید لائبریری، غریب نادار لوگوں کیلئے ویلفیئر ہسپتال کا منصوبہ شامل ہے۔ تمام مخیر خواتین وحضرات سے درخواست ہے کہ اپنے عطیات، صدقات، زکوٰۃ **مرکز سراجیہ** کو دیں تاکہ ان امور دینیہ اور جملہ منصوبوں کی تکمیل میں آپ کا زیادہ سے زیادہ حصہ ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرماوے۔ آمین

آپ اپنے عطیات پے آرڈر یا ڈرافٹ کی صورت میں (کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 82-1246 بنام مرکز سراجیہ ٹرسٹ، حبیب بنک فیکٹری ایریا گلبرگ برانچ) میں بھیج سکتے ہیں

اے مسلمان! جب تو کسی قادیانی سے ملتا ہے
تو گنبدِ خضریٰ میں دلِ مصطفیٰ ﷺ دکھتا ہے

7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو ان کے کفریہ عقائد کی بناء پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ 26 اپریل 1983ء کو حکومت پاکستان نے قادیانیوں کو شعائر اسلام استعمال کرنے، اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے اور قادیانیت کی تبلیغ کرنے سے روک دیا۔ اگر کوئی قادیانی ایسا کرتا نظر آئے تو تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/C کے تحت ثبوت اور معززین علاقہ کے ہمراہ تھانہ میں جاکر ان کے خلاف مقدمہ درج کروائیں۔ یہ آپ کا قانونی اور مذہبی فریضہ ہے۔

مرکز سراجیہ گلی نمبر 4، اکرم پارک غالب مارکیٹ گلبرگ III لاہور فون: 5877456
www.endofprophethood.com markazsirajia@hotmail.com

تحفظ ختم نبوت اور ردِ قادیانیت کے موضوعات پر ہر قسم کا لٹریچر مندرجہ بالا پتہ پر خط لکھ کر مفت حاصل کریں نیز حوالہ جات کی تصدیق کے لیے رابطہ کریں